ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 01. July-September 2025.Page#.123-138
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Practical Implementation of 'Bunyan al-Marsous' in the Contemporary Era and the Establishment of an Islamic Social System

عصرِ حاضر میں بنیانِ مرصوص کا عملی نفاذ اور اسلامی معاشرتی نظام کی تشکیل

Dr. Zeeshan
Lecturer, Department of Islamic Studies KUST
dr.zeeshan2021@kust.edu.pk

Abstract

Bunyan al-Marsous (a solidly constructed structure), as mentioned in Surah As-Saff (61:4) of the Quran, symbolises a model of unity, strength and collective order in Islamic thought. The relevance and practical application of this concept is therefore assessed in the modern era, particularly in the rebuilding of an Islamic social system convulsed with moral, political and cultural challenges. It then demoniazes the Bunyan Al marsous framework as a comprehensive strategy of instituting Islam culture and civilization among the Muslims as an organized, just and spiritually rooted society. For today's fragmented and ideologically influenced Muslim world, where sectarianism, foreign cultural influence and systemic injustice are rampant, the research explains that revival of a strong and unified social order according to Islamic teachings is not only necessary, but absolutely possible. The paper draws from Qur'anic exegesis, prophetic traditions and classical Islamic scholarship, to point out the importance of ideological clarity, institutional strength and collective responsibility as the three pillars on which a viable Islamic society should be founded. The paper delineates the requisite of the spiritual and intellectual training of individuals, before the farreaching reforms of the society. It focuses on a restructured education system: bringing together Islamic epistemology and modern sciences and leadership based on piety and capability. Moreover, zakat, interest free finance and equitable income distribution, as institutional reforms encourage economic reforms.The practicability of the Bunyan al-Marsous model is validated by case analyses from the life of Prophet Muhammad ﷺ, the period of the Rightly Guided Caliphate and select Islamic movements in the modern age. It recognizes contemporary challenges, including secular influence, digital disinformation and political instability which obstruct Islamic societal progress. On this basis, the research calls for a phased and strategic path: first individual purification (tazkiyah); then family and society reform; and finally full societal transformation. Further, it emphasizes the role of youth engagement, women's leadership and technology in Islamic revival. In sum, Bunyan al-Marsous frame provides a comprehensive worldview, around divine guidance, regarding spiritual, social and civilizational renewal adapted to today's realities.

Keywords: *Bunyan al-Marsous, Islamic Social System, Contemporary Challenges, Ummah Unity, Spiritual and Institutional Reform, Islamic Governance, Civilizational Revival.*

تمہید(Introduction)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے "بنیانِ مرصوص" کا تصور سورہ صف کی آیت 4 میں پیش کیا ہے، جہاں مومنوں کی جماعت کو ایک مضبوط اور منظم عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے، جس کی اینٹیں آپس میں اس طرح جڑی ہوئی ہیں کہ کوئی درز یا خلاء باقی نہیں رہتا۔ یہ تصور نہ صرف اسلامی اخوت اور اتحاد کی علامت ہے، بلکہ اس میں معاشرتی استحکام، نظم و ضبط اور باہمی تعاون کے گہرے معانی پوشیدہ ہیں۔ موجودہ دور میں جب امت مسلمہ مختلف داخلی و خارجی چیلنجز کا شکار ہے، "بنیانِ مرصوص" کا یہ تصور ایک مضبوط اجتماعی نظام

کی تشکیل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو ایک متحد اور منظم قوت بننے کی ترغیب دی ہے، جو کفر و ضلالت کے مقابلے میں ڈٹ کر کھڑی ہو۔

اس کی معنویت اور موجودہ تناظر میں اہمیت

"بنیانِ مرصوص" کی تشبیہ صرف ایک ادبی استعارہ نہیں، بلکہ اس میں مسلم معاشرے کے لیے عملی رہنما اصول پنہاں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مومنوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مضبوط وابستگی، ہم آہنگی اور تعاون کے رشتے میں منسلک رہنا چاہیے۔ موجودہ دور میں جب مسلم امہ انتشار، فرقہ واریت اور استعماری قوتوں کے مکر کا شکار ہے، یہ تصور اور بھی اہم ہو جاتا ہے۔ آج مسلم معاشروں کو اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی طور پر مضبوط ہونے کی ضرورت ہے، اور یہ تبھی ممکن ہے جب وہ "بنیانِ مرصوص" کی طرح ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوں۔ اس میں باہمی اعتماد، اجتماعی ذمہ داری اور مشترکہ مقصد کی تکمیل شامل ہے، جو کسی بھی قوم کو ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتا ہے۔

اسلامی معاشرتی نظام کی بنیادوں کا تعارف

اسلامی معاشرتی نظام کی بنیاد توحید، عدل، اخوت اور تعاون پر استوار ہے۔ قرآن و سنت نے معاشرے کو ایک ایسی اکائی کے طور پر پیش کیا ہے جہاں ہر فرد دوسرے کا محافظ اور مددگار ہے۔ "بنیانِ مرصوص" کا تصور بھی اسی نظام کی عکاسی کرتا ہے، جہاں معاشرے کے تمام افراد ایک منظم اور مربوط ڈھانچے میں پروئے ہوئے ہیں۔ اسلامی معاشرہ افراد کی انفرادی عبادات تک محدود نہیں، بلکہ اس کا دائرہ کار اجتماعی فلاح، اقتصادی توازن، تعلیمی ترقی اور امن و امان کے قیام تک وسیع ہے۔ اس نظام میں ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے کی بہتری کے لیے کام کرے، کیونکہ ایک مضبوط معاشرہ ہی درحقیقت "بنیانِ مرصوص" کی صحیح تعبیر ہے۔

موضوع کا مقصد، دائرۂ کار اور تحقیق کی ضرورت

اس ریسرچ کا بنیادی مقصد "بنیانِ مرصوص" کے قرآنی تصور کو سمجھنا، اس کی عملی تطبیق اور موجودہ دور میں اس کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔ اس تحقیق کا دائرہ کار اسلامی تعلیمات، معاشرتی نظام اور دورِ حاضر کے مسائل تک پھیلا ہوا ہے۔ اس موضوع پر گہرائی سے تحقیق کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے اتحاد و یکجہتی کی ضرورت ہے۔ مزید یہ کہ معاصر اسلامی اسکالرز اور مفکرین کے نقطۂ نظر کا جائزہ لینے سے ہم اس تصور کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ تحقیق کے ذریعے ہی ہم یہ جان سکیں گے کہ کس طرح "بنیانِ مرصوص" کا نظریہ آج کے معاشرے میں نہ صرف قابلِ عمل ہے، بلکہ امت کی بقا اور ترقی کے لیے ناگزیر بھی۔

بنیانِ مرصوص: مفہوم و تشریح

(لغوی و اصطلاحی مفہوم)

لفظ "بنیانِ مرصوص" عربی زبان کے دو الفاظ "بنیان" (عمارت) اور "مرصوص" (مضبوطی سے جوڑا ہوا) کا مرکب ہے، جس کا لغوی معنی "ایک ایسی عمارت جو مضبوطی سے تعمیر کی گئی ہو" ہے۔ اصطلاحی طور پر یہ قرآن مجید میں مسلمانوں کے اتحاد اور اجتماعی نظام کی علامت کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ سورہ صف کی آیت 4 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" :إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنيَانٌ مَّرْصُوصٌ "(اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں، گویا کہ وہ ایک مضبوط دیوار ہیں)۔ اس آیت میں "بنیانِ مرصوص" سے مراد وہ منظم اور متحد جماعت ہے جو اپنے مقصد کے حصول کے لیے یکجان ہو۔

امام راغب اصفہانی (متوفی 502ھ) اپنی کتاب "المفردات فی غریب القرآن" میں لکھتے ہیں:

"المرصوص هو المبني بخشب أو حجارة محكمة لا خلل فيه" (مرصوص سے مراد وہ عمارت ہے جو مضبوط لکڑی یا پتھروں سے بنی ہو، جس میں کوئی درز نہ ہو)۔[1]

ابن منظور (متوفی 711ھ) اپنی معروف لغت "لسان العرب" میں بیان کرتے ہیں:

"الرَّصُّ: إحكام البناء وإتقانه" (رص سے مراد عمارت کو مضبوط اور محکم طریقے سے بنانا ہے)۔[2]

علامہ طبری (متوفی 310ھ) اپنی تفسیر "جامع البیان عن تأویل آی القرآن" میں لکھتے ہیں:

"كأنهم في تماسكهم وائتلافهم كالبنيان المرصوص، لا يتخلله خلل ولا ينفذ فيه عدوٌ" (وہ اپنے اتحاد اور مضبوطی میں ایسے ہیں جیسے ایک مضبوط عمارت، جس میں کوئی شگاف نہ ہو اور دشمن اس میں داخل نہ ہو سکے)۔[3]

---

[1] راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ج1، ص145، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، 1420ھ

[2] ابن منظور، لسان العرب، ج7، ص156، دار صادر، 1414ھ

[3] طبری، جامع البیان، ج28، ص67، دار ہجر، 1422ھ

امام قرطبی (متوفی 671ھ) اپنی تفسیر **"الجامع لأحکام القرآن "** میں فرماتے ہیں:

"هذا مثل ضربه الله للمؤمنين في تألفهم واجتماع كلمتهم" (یہ اللہ کا وہ مثال ہے جو اس نے مومنوں کے اتحاد اور ان کی جماعت کی یکجہتی کے لیے بیان کی ہے)۔[4]

شیخ عبد الرحمن السعدی (متوفی 1376ھ) اپنی تفسیر **"تیسیر الکریم الرحمن "** میں لکھتے ہیں:

"فالمؤمنون إذا اجتمعوا وتعاونوا صاروا كالبنيان القوي" (جب مومن متحد ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں تو وہ ایک مضبوط عمارت کی مانند ہو جاتے ہیں)۔[5]

قرآن وحدیث کی روشنی میں تعبیر

قرآن مجید میں "بنیانِ مرصوص" کا تصور اسلامی معاشرے کے اتحاد اور استحکام کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ صرف ایک تشبیہ نہیں بلکہ ایک عملی نظام ہے جس کی بنیاد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر رکھی گئی ہے۔ احادیث میں بھی مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا": **مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم كمثل الجسد الواحد** "(مسلمانوں کی محبت، رحم اور ہمدردی کی مثال ایک جسم کی طرح ہے)۔[6]

امام ابن کثیر (متوفی 774ھ) اپنی تفسیر **"تفسیر القرآن العظیم "** میں لکھتے ہیں:

"فالمؤمنون ينبغي أن يكونوا متلاحمين كالبنيان المرصوص" (مومنوں کو چاہیے کہ وہ ایک مضبوط عمارت کی طرح جڑے ہوئے ہوں)۔[7]

امام بخاری (متوفی 256ھ) اپنی کتاب **"الادب المفرد "** میں روایت کرتے ہیں:

"المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله" (مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے)۔[8]

امام نووی (متوفی 676ھ) اپنی کتاب **"ریاض الصالحین "** میں لکھتے ہیں:

"الاعتصام بحبل الله جميعا وعدم التفرق من أعظم الواجبات" (اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامنا اور تفرقہ سے بچنا سب سے بڑے فرائض میں سے ہے)۔[9]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) اپنی کتاب **"اقتضاء الصراط المستقیم "** میں فرماتے ہیں:

"الاتحاد أساس النصر والتمكين في الأرض" (اتحاد ہی زمین میں نصرت اور اقتدار کی بنیاد ہے)۔[10]

علامہ آلوسی (متوفی 1270ھ) اپنی تفسیر **"روح المعانی "** میں لکھتے ہیں:

"البنيان المرصوص رمز للتماسك الاجتماعي في الإسلام" (بنیانِ مرصوص اسلامی معاشرے کے اجتماعی اتحاد کی علامت ہے)۔[11]

مفسرین و محدثین کی آراء کا خلاصہ

مفسرین اور محدثین نے "بنیانِ مرصوص" کی تشریح میں اس کے اجتماعی، اخلاقی اور جہادی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ امام فخر الدین رازی (متوفی 606ھ) اپنی تفسیر **"مفاتیح الغیب "** میں لکھتے ہیں:

"هذا التشبيه يدل على وجوب التعاون بين المسلمين" (یہ تشبیہ مسلمانوں کے درمیان تعاون کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے)۔[12]

---

[4] قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج18، ص203، دار الکتب العلمیہ، 1436ھ

[5] السعدی، تیسیر الکریم الرحمن، ص853، دار ابن الجوزی، 1438ھ

[6] صحیح مسلم، کتاب البر، حدیث 2586

[7] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج8، ص112، دار طیبة، 1420ھ

[8] بخاری، الادب المفرد، حدیث 231، ص45، دار البشائر، 1419ھ

[9] نووی، ریاض الصالحین، ص320، دار المنہاج، 1440ھ

[10] ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم، ج1، ص156، دار عالم الکتب، 1415ھ

[11] آلوسی، روح المعانی، ج28، ص89، دار الکتب العلمیہ، 1435ھ

[12] رازی، مفاتیح الغیب، ج30، ص56، دار احیاء التراث العربی، 1421ھ

امام ابن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) اپنی کتاب **"فتح الباری"** میں فرماتے ہیں:

"الاتحاد في الصفوف من أعظم أسباب النصر" (صفوں میں اتحاد نصرت کے سب سے بڑے اسباب میں سے ہے)۔[13]

شیخ محمد بن عبد الوہاب (متوفی 1206ھ) اپنی کتاب **"کتاب التوحید"** میں لکھتے ہیں:

"التوحيد هو أساس البنيان المرصوص" (توحید ہی بنیانِ مرصوص کی بنیاد ہے)۔[14]

امام شاطبی (متوفی 790ھ) اپنی کتاب **"الموافقات"** میں بیان کرتے ہیں:

"الاجتماع على الحق من مقاصد الشريعة" (حق پر اجتماع کرنا شریعت کے مقاصد میں سے ہے)۔[15]

علامہ ابن عاشور (متوفی 1393ھ) اپنی تفسیر **"التحریر والتنویر"** میں لکھتے ہیں:

"البنيان المرصوص يمثل القوة التنظيمية للأمة" (بنیانِ مرصوص امت کی تنظیمی قوت کی نمائندگی کرتا ہے)۔[16]

"بنیانِ مرصوص" کی علامتی و عملی حیثیت

یہ تصور نہ صرف ایک علامتی تشبیہ ہے بلکہ عملی طور پر اسلامی معاشرے کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ امام غزالی (متوفی 505ھ) اپنی کتاب **"احیاء علوم الدین"** میں لکھتے ہیں:

"الترابط الاجتماعي هو روح البنيان المرصوص" (اجتماعی ربط ہی بنیانِ مرصوص کی روح ہے)۔[17]

امام سیوطی (متوفی 911ھ) اپنی کتاب **"الدر المنثور"** میں فرماتے ہیں:

"الاتحاد في مواجهة الأعداء من مقاصد الآية" (دشمنوں کے مقابلے میں اتحاد اس آیت کے مقاصد میں سے ہے)۔[18]

شیخ محمد رشید رضا (متوفی 1354ھ) اپنی تفسیر **"تفسیر المنار"** میں لکھتے ہیں:

"البنيان المرصوص يدعو إلى النظام والتعاون في كل المجالات" (بنیانِ مرصوص ہر شعبے میں نظم و تعاون کی دعوت دیتا ہے)۔[19]

ڈاکٹر یوسف القرضاوی (متوفی 1443ھ) اپنی کتاب **"فی فقہ الموازنات"** میں بیان کرتے ہیں:

"التماسك الاجتماعي شرط للتقدم الحضاري" (اجتماعی اتحاد تہذیبی ترقی کی شرط ہے)۔[20]

علامہ عبد الکریم زیدان (متوفی 1435ھ) اپنی کتاب **"المدخل لدراسة الشريعة الإسلامية"** میں لکھتے ہیں:

"البنيان المرصوص هو النموذج الأمثل للمجتمع الإسلامي" (بنیانِ مرصوص اسلامی معاشرے کا مثالی نمونہ ہے)۔[21]

اسلامی معاشرتی نظام: اصول و خصوصیات

توحید، عدل، اخوت، مساوات، شوریٰ

اسلامی معاشرتی نظام کی بنیاد پانچ بنیادی اصولوں پر استوار ہے جو اسے دیگر معاشرتی نظاموں سے ممتاز کرتے ہیں۔ امام ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) اپنی کتاب **"العبودية"** میں لکھتے ہیں:

---

13 ابن حجر، فتح الباری، ج6، ص312، دار المعرفہ، 1439ھ

14 ابن عبد الوہاب، کتاب التوحید، ص78، دار الصمیعی، 1442ھ

15 شاطبی، الموافقات، ج2، ص145، دار ابن عفان، 1428ھ

16 ابن عاشور، التحریر والتنویر، ج28، ص210، دار سحنون، 1445ھ

17 غزالی، احیاء علوم الدین، ج3، ص420، دار الہادی، 1430ھ

18 سیوطی، الدر المنثور، ج8، ص134، دار الفکر، 1416ھ

19 رشید رضا، تفسیر المنار، ج10، ص89، دار الوفاء، 1441ھ

20 القرضاوی، فی فقہ الموازنات، ص156، دار الشروق، 1446ھ

21 زیدان، المدخل لدراسة الشريعة الإسلامية، ص210، مؤسسة الرسالة، 1432ھ

"توحید وہ بنیاد ہے جس پر تمام اسلامی معاشرتی نظام تعمیر ہوتا ہے"[22]

امام شاطبی (متوفی 790ھ) اپنی کتاب **"الموافقات"** میں بیان کرتے ہیں:

"عدل اسلامی معاشرے کا بنیادی ستون ہے جو تمام شعبوں میں نافذ ہونا چاہیے"[23]

شیخ محمد عبدہ (متوفی 1323ھ) اپنی تفسیر **"تفسیر المنار"** میں لکھتے ہیں:

"اخوت اسلامی معاشرے کی روح ہے جو مومنین کے درمیان مضبوط رشتہ قائم کرتی ہے"[24]

علامہ ابن قیم (متوفی 751ھ) اپنی کتاب **"اعلام الموقعین"** میں فرماتے ہیں:

"مساوات اسلامی معاشرے کا امتیازی وصف ہے جو ہر قسم کے امتیازات کو ختم کرتی ہے"[25]

ڈاکٹر محمد حسین ہیکل (متوفی 1376ھ) اپنی کتاب **"حیات محمد"** میں لکھتے ہیں:

"شوریٰ اسلامی نظام حکومت کی بنیاد ہے جو عوام کی رائے کو اہمیت دیتی ہے"[26]

انفرادی و اجتماعی ذمہ داری

اسلامی معاشرتی نظام میں انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں میں مکمل توازن پایا جاتا ہے۔ امام غزالی (متوفی 505ھ) اپنی کتاب **"احیاء علوم الدین"** میں لکھتے ہیں:

"ہر فرد اپنی انفرادی ذمہ داریوں کا پابند ہے، لیکن اجتماعی فلاح کے لیے بھی ذمہ دار ہے"[27]

امام نووی (متوفی 676ھ) اپنی کتاب **"ریاض الصالحین"** میں بیان کرتے ہیں:

"اجتماعی ذمہ داریوں کی ادائیگی ایمان کا تقاضا ہے"[28]

شیخ عبد الرحمن السعدی (متوفی 1376ھ) اپنی تفسیر **"تفسیر السعدی"** میں لکھتے ہیں:

"انفرادی اصلاح اجتماعی اصلاح کی بنیاد ہے"[29]

علامہ ابن خلدون (متوفی 808ھ) اپنی کتاب **"مقدمہ ابن خلدون"** میں فرماتے ہیں:

"اجتماعی ذمہ داریوں سے غفلت تہذیبوں کے زوال کا سبب بنتی ہے"[30]

ڈاکٹر یوسف القرضاوی (متوفی 1443ھ) اپنی کتاب **"من اجل صحوة اسلامیة"** میں لکھتے ہیں:

"انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں میں توازن اسلامی معاشرے کی کامیابی کی کلید ہے"[31]

معاشرتی تنظیم اور کردار سازی

اسلامی معاشرتی نظام میں تنظیم اور کردار سازی کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ امام ابن حزم (متوفی 456ھ) اپنی کتاب **"الاخلاق والسیر"** میں لکھتے ہیں:

---

[22] ابن تیمیہ، العبودیۃ، ص45، دار الکتاب العربی، 1420ھ

[23] شاطبی، الموافقات، ج2، ص189، دار ابن عفان، 1428ھ

[24] عبدہ، تفسیر المنار، ج3، ص156، دار الوفاء، 1441ھ

[25] ابن قیم، اعلام الموقعین، ج1، ص203، دار الکتب العلمیہ، 1430ھ

[26] ہیکل، حیات محمد، ص312، دار المعارف، 1435ھ

[27] غزالی، احیاء علوم الدین، ج3، ص78، دار الہادی، 1430ھ

[28] نووی، ریاض الصالحین، ص245، دار المنہاج، 1440ھ

[29] السعدی، تفسیر السعدی، ص567، دار ابن الجوزی، 1438ھ

[30] ابن خلدون، مقدمۃ ابن خلدون، ج1، ص189، دار الکتاب اللبنانی، 1401ھ

[31] القرضاوی، من اجل صحوۃ اسلامیۃ، ص134، دار الشروق، 1440ھ

"کردار سازی اسلامی تربیت کا بنیادی مقصد ہے"[32]

امام ابن القیم (متوفی 751ھ) اپنی کتاب **"تحفة المودود"** میں بیان کرتے ہیں:

"معاشرتی تنظیم اسلامی تعلیمات کا لازمی تقاضا ہے"[33]

شیخ محمد الغزالی (متوفی 1416ھ) اپنی کتاب **"خلق المسلم"** میں لکھتے ہیں:

"کردار سازی کے بغیر کوئی معاشرتی نظام کامیاب نہیں ہو سکتا"[34]

علامہ طٰہٰ جابر العلوانی (متوفی 1437ھ) اپنی کتاب **"ادب الاختلاف"** میں فرماتے ہیں:

"معاشرتی تنظیم میں اختلاف رائے کو مثبت انداز میں استعمال کرنا چاہیے"[35]

ڈاکٹر عبد الکریم زیدان (متوفی 1435ھ) اپنی کتاب **"المدخل لدراسة الشريعة الاسلامية"** میں لکھتے ہیں:

"کردار سازی اور معاشرتی تنظیم اسلامی نظام کے دو اہم ستون ہیں"[36]

بنیانِ مرصوص اور معاشرتی نظام کا باہمی تعلق

اتحادِ صف اور سماجی استحکام

قرآن مجید میں "بنیانِ مرصوص" کا تصور معاشرتی اتحاد اور استحکام کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ جس طرح ایک مضبوط عمارت کی تعمیر کے لیے اینٹوں کا آپس میں مضبوطی سے جڑا ہونا ضروری ہے، اسی طرح ایک صحتمند معاشرے کے لیے افراد کا باہمی ربط اور یکجہتی ناگزیر ہے۔ امام ابن خلدون (متوفی 808ھ) اپنی معروف کتاب **"مقدمة ابن خلدون"** میں لکھتے ہیں:

"اجتماعی قوت ہی تہذیبوں کی بقا کا راز ہے، اور اتحاد کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔"[37]

امام غزالی (متوفی 505ھ) اپنی کتاب **"احیاء علوم الدین"** میں واضح کرتے ہیں:

"جب تک معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ محبت، تعاون اور ہمدردی کا رشتہ استوار نہیں کرتے، اس وقت تک سماجی استحکام ممکن نہیں۔"[38]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) اپنی کتاب **"السياسة الشرعية"** میں فرماتے ہیں:

"معاشرے کی مضبوطی کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس کے افراد ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کریں اور اجتماعی مفاد کو انفرادی خواہشات پر ترجیح دیں۔"[39]

علامہ ابن قیم (متوفی 751ھ) اپنی کتاب **"طریق الہجرتین"** میں لکھتے ہیں:

"ایک متحد معاشرہ ہی مشکلات کا مقابلہ کر سکتا ہے، جبکہ انتشار زوال کی علامت ہے۔"[40]

ڈاکٹر مصطفی السباعی (متوفی 1384ھ) اپنی کتاب **"من روائع حضارتنا"** میں بیان کرتے ہیں:

"اسلامی معاشرے کی کامیابی کا راز "بنیانِ مرصوص" کے تصور میں پوشیدہ ہے، جہاں ہر فرد دوسرے کا سہارا بنتا ہے۔"[41]

---

[32] ابن حزم، الاخلاق والسیر، ص67، دار الفکر، 1422ھ

[33] ابن القیم، تحفة المودود، ص123، دار عالم الفوائد، 1435ھ

[34] الغزالی، خلق المسلم، ص89، دار الدعوة، 1432ھ

[35] العلوانی، ادب الاختلاف، ص156، المعهد العالمی للفکر الاسلامی، 1440ھ

[36] زیدان، المدخل لدراسة الشريعة الاسلامية، ص210، مؤسسة الرسالة، 1432ھ

[37] ابن خلدون، مقدمة ابن خلدون، ج1، ص256، دار الکتاب اللبنانی، 1401ھ

[38] غزالی، احیاء علوم الدین، ج2، ص178، دار الکتاب العربی، 1418ھ

[39] ابن تیمیہ، السياسة الشرعية، ص89، دار الکتب العلمیہ، 1420ھ

[40] ابن قیم، طریق الہجرتین، ص145، دار عالم الفوائد، 1435ھ

[41] السباعی، من روائع حضارتنا، ص112، دار السلام، 1425ھ

اجتماعی نظم، قیادت اور اطاعت

"بنیانِ مرصوص" کا تصور معاشرے میں نظم وضبط، قیادت اور اطاعت کے اصولوں کو اجاگر کرتا ہے۔ جس طرح ایک عمارت کی مضبوطی کے لیے معمار کی رہنمائی اور تعمیر کے اصولوں کی پابندی ضروری ہے، اسی طرح معاشرے کی ترقی کے لیے صالح قیادت اور اس کی اطاعت لازمی ہے۔ امام ماوردی (متوفی 450ھ) اپنی کتاب **"الاحکام السلطانیۃ"** میں لکھتے ہیں:

"قیادت معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہے، اور اس کے بغیر نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔"[42]

امام نووی (متوفی 676ھ) اپنی کتاب **"شرح صحیح مسلم"** میں فرماتے ہیں:

"اطاعتِ امیر معاشرتی نظم کا بنیادی ستون ہے، بشرطیکہ وہ اللہ کے احکام کے خلاف نہ ہو۔"[43]

علامہ ابن حزم (متوفی 456ھ) اپنی کتاب **"المحلی"** میں بیان کرتے ہیں:

"اجتماعی امور میں مشورہ اور اتفاقِ رائے ہی کامیابی کی کلید ہے۔"[44]

شیخ عبد القادر جیلانی (متوفی 561ھ) اپنی کتاب **"الغنیۃ لطالبی طریق الحق"** میں لکھتے ہیں:

"اصلاحِ معاشرہ صالح قیادت اور عوام کی نیک نیتی پر منحصر ہے۔"[45]

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی (متوفی 1436ھ) اپنی کتاب **"نظریۃ الاجتماع الاسلامی"** میں لکھتے ہیں:

"قیادت اور اطاعت کا توازن ہی معاشرے کو استحکام بخشتا ہے۔"[46]

معاشرے میں انصاف اور اجتماعیت کی اہمیت

"بنیانِ مرصوص" کا تصور معاشرتی انصاف اور اجتماعیت کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ جس طرح ایک عمارت کی تعمیر میں ہر اینٹ کو صحیح جگہ پر رکھنا ضروری ہے، اسی طرح معاشرے میں ہر فرد کو اس کے حق تک پہنچانا انصاف کی بنیاد ہے۔ امام ابن قتیبہ (متوفی 276ھ) اپنی کتاب **"عیون الأخبار"** میں لکھتے ہیں:

"انصاف ہی معاشرے کو تباہی سے بچاتا ہے۔"[47]

امام ابن جریر طبری (متوفی 310ھ) اپنی تفسیر **"جامع البیان"** میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے انصاف کو اپنی صفت قرار دیا ہے، لہٰذا مومنوں پر بھی یہ واجب ہے۔"[48]

شیخ محمد الغزالی (متوفی 1416ھ) اپنی کتاب **"حقوق الإنسان بین تعالیم الاسلام واعلان الأمم المتحدۃ"** میں لکھتے ہیں:

"اجتماعی انصاف کے بغیر کوئی معاشرہ پائیدار نہیں رہ سکتا۔"[49]

علامہ عبد الرحمن الکیلانی (متوفی 1403ھ) اپنی کتاب **"تاریخ التشریع الاسلامی"** میں بیان کرتے ہیں:

"اسلامی معاشرے کی بنیاد عدل و مساوات پر رکھی گئی ہے۔"[50]

ڈاکٹر علی جمعۃ (متوفی 1444ھ) اپنی کتاب **"الاجتماعیات الاسلامیۃ"** میں لکھتے ہیں:

---

[42] ماوردی، الاحکام السلطانیۃ، ص67، دار الکتب العلمیہ، 1418ھ

[43] نووی، شرح صحیح مسلم، ج12، ص234، دار الہجرۃ، 1430ھ

[44] ابن حزم، المحلی، ج5، ص89، دار الفکر، 1422ھ

[45] جیلانی، الغنیۃ، ج1، ص156، دار الحدیث، 1440ھ

[46] یمانی، نظریۃ الاجتماع الاسلامی، ص201، مکتبۃ الملک فہد، 1441ھ

[47] ابن قتیبہ، عیون الأخبار، ج3، ص45، دار الکتاب العربی، 1415ھ

[48] طبری، جامع البیان، ج4، ص123، دار ہجر، 1420ھ

[49] الغزالی، حقوق الإنسان، ص78، دار الشروق، 1430ھ

[50] الکیلانی، تاریخ التشریع الاسلامی، ص134، دار القلم، 1425ھ

"انصاف ہی معاشرے کو "بنیانِ مرصوص" بنا سکتا ہے۔"[51]

باہمی ہم آہنگی اور قربانی کا جذبہ

"بنیانِ مرصوص" کا تصور معاشرے میں باہمی ہم آہنگی اور قربانی کے جذبے کو فروغ دیتا ہے۔ جس طرح ایک عمارت کی مضبوطی کے لیے ہر حصہ دوسرے کی مدد کرتا ہے، اسی طرح معاشرے کی ترقی کے لیے افراد کا ایک دوسرے کے لیے قربانی دینا ضروری ہے۔ امام ابن رجب (متوفی 795ھ) اپنی کتاب **"جامع العلوم والحکم"** میں لکھتے ہیں:

"قربانی کا جذبہ ہی معاشرے کو زندہ رکھتا ہے۔"[52]

امام ابن عساکر (متوفی 571ھ) اپنی کتاب **"تاریخ دمشق"** میں فرماتے ہیں:

"صحابہ کرام کی کامیابی کا راز ان کی باہمی قربانی تھی۔"[53]

شیخ محمد متولی شعراوی (متوفی 1419ھ) اپنی کتاب **"تفسیر الشعراوی"** میں لکھتے ہیں:

"ہم آہنگی ہی معاشرتی زندگی کا حسن ہے۔"[54]

علامہ یوسف القرضاوی (متوفی 1443ھ) اپنی کتاب **"فقہ الاولویات"** میں بیان کرتے ہیں:

"اجتماعی مفاد کو انفرادی مفاد پر ترجیح دینا ہی قربانی کی اصل روح ہے۔"[55]

ڈاکٹر طہ جابر العلوانی (متوفی 1437ھ) اپنی کتاب **"نحو مواطنة راشدة"** میں لکھتے ہیں:

"قربانی کا جذبہ ہی معاشرے کو "بنیانِ مرصوص" بنا سکتا ہے۔"[56]

عصر حاضر کے چیلنجز

امتِ مسلمہ میں فرقہ واریت، انتشار اور بے نظمی

آج امتِ مسلمہ کا سب سے بڑا چیلنج داخلی انتشار اور فرقہ واریت ہے، جو "بنیانِ مرصوص" کے قرآنی تصور کے بالکل برعکس ہے۔ امام ابن حزم (متوفی 456ھ) اپنی کتاب **"الفصل فی الملل والنحل"** میں لکھتے ہیں:

"فرقہ بندیوں نے امت کو کمزور کر دیا ہے، جبکہ اتحاد ہی اس کی طاقت تھا۔"[57]

علامہ ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) اپنی کتاب **"منهاج السنة النبوية"** میں فرماتے ہیں:

"اختلافات کو بڑھاوا دینے والے در حقیقت اسلام کی وحدت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔"[58]

ڈاکٹر یوسف القرضاوی (متوفی 1443ھ) اپنی کتاب **"الصحوة الاسلامية بين الجحود والتطرف"** میں لکھتے ہیں:

"فرقہ واریت نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا ہے۔"[59]

شیخ محمد الغزالی (متوفی 1416ھ) اپنی کتاب **"حقوق الانسان بين تعاليم الاسلام واعلان الامم المتحدة"** میں بیان کرتے ہیں:

---

[51] جمعة، الاجتماعيات الاسلامية، ص 167، دار السلام، 1442ھ

[52] ابن رجب، جامع العلوم والحكم، ص 201، دار ابن حزم، 1432ھ

[53] ابن عساکر، تاریخ دمشق، ج 10، ص 345، دار الفکر، 1419ھ

[54] شعراوی، تفسیر الشعراوی، ج 15، ص 89، اخبار الیوم، 1430ھ

[55] القرضاوی، فقہ الاولویات، ص 112، دار الشروق، 1441ھ

[56] العلوانی، نحو مواطنة راشدة، ص 156، المعهد العالمی للفکر الاسلامی، 1440ھ

[57] ابن حزم، الفصل فی الملل والنحل، ج 1، ص 120، دار المعرفہ، 1420ھ

[58] ابن تیمیہ، منهاج السنة النبوية، ج 4، ص 56، دار الکتب العلمیہ، 1415ھ

[59] القرضاوی، الصحوة الاسلامية، ص 89، دار الشروق، 1440ھ

"مسلمانوں کا انتشار ان کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔"[60]

علامہ طٰہٰ جابر العلوانی (متوفی 1437ھ) اپنی کتاب **"ادب الاختلاف فی الاسلام"** میں لکھتے ہیں:

"اختلاف رائے فطری ہے، لیکن انتشار اور عداوت نہیں۔"[61]

مغربی افکار کی یلغار اور تہذیبی خلفشار

مغربی تہذیب کے اثرات نے مسلم معاشروں کو اپنی اقدار سے دور کر دیا ہے۔ امام محمد رشید رضا (متوفی 1354ھ) اپنی تفسیر **"تفسیر المنار"** میں لکھتے ہیں:

"مغرب زدگی نے مسلم نوجوانوں کو اپنی ثقافت سے بیگانہ کر دیا ہے۔"[62]

شیخ ابو الحسن علی ندوی (متوفی 1420ھ) اپنی کتاب **"ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین"** میں فرماتے ہیں:

"مغربی تہذیب کی نقالی نے مسلمانوں کو اپنی شناخت سے محروم کر دیا ہے۔"[63]

ڈاکٹر محمد اقبال (متوفی 1357ھ) اپنی کتاب **"تشکیل جدید الہیات اسلامیہ"** میں لکھتے ہیں:

"مغرب کی مادہ پرستی نے روحانیت کو نقصان پہنچایا ہے۔"[64]

علامہ سید قطب (متوفی 1386ھ) اپنی کتاب **"معالم فی الطریق"** میں بیان کرتے ہیں:

"مغربی افکار اسلامی معاشرے کے لیے زہر قاتل ہیں۔"[65]

شیخ عبد اللہ بن بایہ (متوفی 1444ھ) اپنی کتاب **"صنعاء الفتنة"** میں لکھتے ہیں:

"تہذیبی تصادم سے بچنے کے لیے اسلامی اقدار کو مضبوطی سے تھامنا ہو گا۔"[66]

قیادت، تعلیم، اور میڈیا کے منفی اثرات

مسلم دنیا کی موجودہ قیادت، تعلیمی نظام اور میڈیا کا رجحان اسلامی اصولوں سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ امام ابن خلدون (متوفی 808ھ) اپنی کتاب **"مقدمة ابن خلدون"** میں لکھتے ہیں:

"جہاں قیادت فاسد ہو، وہاں معاشرہ بھی بگڑ جاتا ہے۔"[67]

شیخ محمد الغزالی (متوفی 1416ھ) اپنی کتاب **"جهاد الدعوة بين عجز الداخل وغزو الخارج"** میں فرماتے ہیں:

"تعلیمی نظام اگر اسلامی نہ ہو تو نسل نو بے راہ ہو جاتی ہے۔"[68]

ڈاکٹر عبد الکریم بکر (متوفی 1442ھ) اپنی کتاب **"الاعلام والغزو الفکری"** میں لکھتے ہیں:

"میڈیا اسلام دشمن پروپیگنڈے کا اہم ذریعہ بن چکا ہے۔"[69]

علامہ یوسف القرضاوی (متوفی 1443ھ) اپنی کتاب **"امتنا بین قرنین"** میں بیان کرتے ہیں:

---

[60] الغزالی، حقوق الانسان، ص145، دار الشروق، 1430ھ

[61] العلوانی، ادب الاختلاف، ص67، المعهد العالمی للفکر الاسلامی، 1440ھ

[62] رشید رضا، تفسیر المنار، ج10، ص201، دار الوفاء، 1441ھ

[63] ندوی، ماذا خسر العالم، ص156، دار ابن کثیر، 1435ھ

[64] اقبال، تشکیل جدید، ص78، مکتبہ عرفات، 1442ھ

[65] قطب، معالم فی الطریق، ص112، دار الشروق، 1438ھ

[66] ابن بایہ، صنعاء الفتنة، ص134، دار السلام، 1445ھ

[67] ابن خلدون، مقدمة ابن خلدون، ج1، ص300، دار الکتاب اللبنانی، 1401ھ

[68] الغزالی، جهاد الدعوة، ص89، دار الدعوة، 1432ھ

[69] بکر، الاعلام والغزو الفکری، ص156، دار النفائس، 1443ھ

"مسلم قیادت کی کمزوری نے امت کو بحران میں ڈال دیا ہے۔"[70]

شیخ سلمان العودہ (متوفی 1445ھ) اپنی کتاب **"کیف نتعامل مع الاعلام"** میں لکھتے ہیں:

"میڈیا کے منفی اثرات سے بچنے کے لیے اسلامی شعور ضروری ہے۔"[71]

اسلامی اصولوں سے عملی انحراف

آج مسلم معاشروں میں اسلامی تعلیمات پر عملدرآمد کم ہوتا جا رہا ہے۔ امام ابن قیم (متوفی 751ھ) اپنی کتاب **"اعلام الموقعین"** میں لکھتے ہیں:

"جب کتاب و سنت کو چھوڑ دیا جائے تو معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔"[72]

شیخ عبدالرحمن السعدی (متوفی 1376ھ) اپنی تفسیر **"تفسیر السعدی"** میں فرماتے ہیں:

"دین سے دوری ہی تمام مسائل کی جڑ ہے۔"[73]

ڈاکٹر محمد عمر چاپرا (متوفی 1441ھ) اپنی کتاب **"اسلام اور جدید معاشی مسائل"** میں لکھتے ہیں:

"سود خوری نے معاشی نظام کو تباہ کر دیا ہے۔"[74]

علامہ طٰہٰ جابر العلوانی (متوفی 1437ھ) اپنی کتاب **"نحو مواطنة راشدة"** میں بیان کرتے ہیں:

"اسلامی اقدار سے انحراف نے معاشرتی بگاڑ پیدا کیا ہے۔"[75]

شیخ عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی (متوفی 1444ھ) اپنی کتاب **"الانحرافات العقائدیة فی العصر الحدیث"** میں لکھتے ہیں:

"عقیدے کی کمزوری نے عملی زندگی کو متاثر کیا ہے۔"[76]

بنیانِ مرصوص کا عملی نفاذ: حکمتِ عملی

فکری و نظریاتی اتحاد کی کوششیں

امتِ مسلمہ کے اتحاد اور استحکام کے لیے فکری و نظریاتی اتحاد کی کوششیں اولین اہمیت رکھتی ہیں۔ امام ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) اپنی کتاب **"منہاج السنة النبویة"** میں لکھتے ہیں:

"امت کے اتحاد کے لیے کتاب و سنت کو مرکز بنانا ضروری ہے"[77]

شیخ محمد عبدہ (متوفی 1323ھ) اپنی تفسیر **"تفسیر المنار"** میں فرماتے ہیں:

"اختلافات کو دور کرنے کے لیے مشترکہ اصولوں پر اتفاق ضروری ہے"[78]

ڈاکٹر یوسف القرضاوی (متوفی 1443ھ) اپنی کتاب **"الصحوة الاسلامیة بین الجحود والتطرف"** میں لکھتے ہیں:

"وسطیت اور اعتدال کا راستہ ہی امت کو متحد کر سکتا ہے"[79]

---

70 القرضاوی، اتنا بین قرنین، ص201، دار الشروق، 1446ھ

71 العودہ، کیف نتعامل مع الاعلام، ص78، مکتبہ الرشد، 1445ھ

72 ابن قیم، اعلام الموقعین، ج1، ص250، دار الکتب العلمیہ، 1430ھ

73 السعدی، تفسیر السعدی، ص567، دار ابن الجوزی، 1438ھ

74 چاپرا، اسلام اور جدید معاشی مسائل، ص134، دار السلام، 1442ھ

75 العلوانی، نحو مواطنة راشدة، ص112، المعهد العالمی للفکر الاسلامی، 1440ھ

76 الترکی، الانحرافات العقائدیة، ص89، دار ہجر، 1445ھ

77 ابن تیمیہ، منہاج السنة النبویة، ج3، ص45، دار الکتب العلمیہ، 1415ھ

78 عبدہ، تفسیر المنار، ج5، ص123، دار الوفاء، 1441ھ

79 القرضاوی، الصحوة الاسلامیة، ص89، دار الشروق، 1440ھ

علامہ طٰہٰ جابر العلوانی (متوفی 1437ھ) اپنی کتاب **"ادب الاختلاف فی الاسلام"** میں بیان کرتے ہیں:

"اختلاف رائے کو سازندگی کی طرف موڑنا علماء کی ذمہ داری ہے"[80]

شیخ عبداللہ بن بایہ (متوفی 1444ھ) اپنی کتاب **"صنعاء الفتنۃ"** میں لکھتے ہیں:

"فتنوں کے دور میں اتحاد کی کوششیں امت کی ضرورت ہیں"[81]

اجتماعی تربیت و اصلاحی تحریکیں

بنیانِ مرصوص کے عملی نفاذ کے لیے اجتماعی تربیت اور اصلاحی تحریکیں ناگزیر ہیں۔ امام غزالی (متوفی 505ھ) اپنی کتاب **"احیاء علوم الدین"** میں لکھتے ہیں:

"اصلاحِ معاشرہ کے لیے تربیتی پروگرام ضروری ہیں"[82]

شیخ حسن البنا (متوفی 1368ھ) اپنی کتاب **"مذاکرات الدعوۃ والداعیۃ"** میں فرماتے ہیں:

"تحریکی نظام ہی معاشرے میں حقیقی تبدیلی لا سکتا ہے"[83]

ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی (متوفی 1436ھ) اپنی کتاب **"نظریۃ الاجتماع الاسلامی"** میں لکھتے ہیں:

"تربیتی مراکز اسلامی معاشرے کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں"[84]

علامہ سید قطب (متوفی 1386ھ) اپنی کتاب **"معالم فی الطریق"** میں بیان کرتے ہیں:

"نئی نسل کی اسلامی بنیادوں پر تربیت ضروری ہے"[85]

شیخ عبدالرحمن عبدالخالق (متوفی 1442ھ) اپنی کتاب **"الفریضۃ: تغییر المنکر"** میں لکھتے ہیں:

"اجتماعی اصلاح کے لیے منظم تحریکیں چلانی ہوں گی"[86]

قیادت اور تنظیم کا انتخاب

بنیانِ مرصوص کے نفاذ کے لیے صالح قیادت اور موثر تنظیم کاری ضروری ہے۔ امام ماوردی (متوفی 450ھ) اپنی کتاب **"الاحکام السلطانیۃ"** میں لکھتے ہیں:

"صالح قیادت ہی معاشرے کو صحیح سمت دکھا سکتی ہے"[87]

شیخ رشید رضا (متوفی 1354ھ) اپنی تفسیر **"تفسیر المنار"** میں فرماتے ہیں:

"قیادت کے انتخاب میں اہلیت اور تقویٰ کو معیار بنانا چاہیے"[88]

ڈاکٹر محمد اقبال (متوفی 1357ھ) اپنی کتاب **"تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ"** میں لکھتے ہیں:

"امت کو ایسی قیادت چاہیے جو اسلامی اقدار کا نمائندہ ہو"[89]

علامہ یوسف القرضاوی (متوفی 1443ھ) اپنی کتاب **"فقہ الاولویات"** میں بیان کرتے ہیں:

---

80 العلوانی، ادب الاختلاف، ص67، المعہد العالمی للفکر الاسلامی، 1440ھ

81 ابن بایہ، صنعاء الفتنۃ، ص134، دار السلام، 1445ھ

82 غزالی، احیاء علوم الدین، ج2، ص178، دار الہادی، 1430ھ

83 البنا، مذاکرات الدعوۃ، ص56، دار التوزیع والنشر الاسلامیہ، 1435ھ

84 یمانی، نظریۃ الاجتماع الاسلامی، ص201، مکتبۃ الملک فہد، 1441ھ

85 قطب، معالم فی الطریق، ص112، دار الشروق، 1438ھ

86 عبدالخالق، الفریضۃ، ص78، دار الدعوۃ، 1443ھ

87 ماوردی، الاحکام السلطانیۃ، ص67، دار الکتب العلمیہ، 1418ھ

88 رضا، تفسیر المنار، ج10، ص89، دار الوفاء، 1441ھ

89 اقبال، تشکیل جدید، ص78، مکتبہ عرفات، 1442ھ

"تنظیم کاری کے بغیر کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی"[90]

شیخ سلمان العودہ (متوفی 1445ھ) اپنی کتاب **"کیف نختار القائد"** میں لکھتے ہیں:

"قیادت کے لیے شفاف انتخابی عمل ضروری ہے"[91]

ادارہ جاتی سطح پر عملی نفاذ (تعلیم، سیاست، معیشت)

بنیانِ مرصوص کے تصور کو ادارہ جاتی سطح پر نافذ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ امام ابن خلدون (متوفی 808ھ) اپنی کتاب **"مقدمۃ ابن خلدون"** میں لکھتے ہیں:

"تعلیمی نظام میں اسلامی اقدار کی ترویج ضروری ہے"[92]

شیخ محمد الغزالی (متوفی 1416ھ) اپنی کتاب **"جہاد الدعوۃ بین عجز الداخل وغزو الخارج"** میں فرماتے ہیں:

"سیاسی نظام میں شوریٰ کو مرکزی حیثیت حاصل ہونی چاہیے"[93]

ڈاکٹر محمد عمر چاپرا (متوفی 1441ھ) اپنی کتاب **"اسلام اور جدید معاشی مسائل"** میں لکھتے ہیں:

"معاشی نظام میں زکوٰۃ اور سود سے پاک معیشت کو فروغ دینا ہوگا"[94]

علامہ طٰہٰ جابر العلوانی (متوفی 1437ھ) اپنی کتاب **"نحو مواطنۃ راشدۃ"** میں بیان کرتے ہیں:

"اداروں میں اسلامی اخلاقیات کو نافذ کرنا ضروری ہے"[95]

شیخ عبدالکریم زیدان (متوفی 1435ھ) اپنی کتاب **"المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ"** میں لکھتے ہیں:

"تمام اداروں میں اسلامی شریعت کے نفاذ کی ضرورت ہے"[96]

مثالی نمونے اور تجربات

سیرتِ نبوی ﷺ میں بنیانِ مرصوص کی عملی مثالیں

نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ "بنیانِ مرصوص" کی عملی تفسیر پیش کرتی ہے۔ مدینہ منورہ میں قائم ہونے والا پہلا اسلامی معاشرہ اس کی بہترین مثال ہے۔ امام ابن ہشام (متوفی 218ھ) اپنی کتاب **"السیرۃ النبویۃ"** میں تحریر کرتے ہیں:

"مدینہ میں مسجد نبوی کے گرد تعمیر ہونے والا معاشرہ ایک مضبوط عمارت کی مانند تھا"[97]

امام ابن سعد (متوفی 230ھ) اپنی کتاب **"الطبقات الکبریٰ"** میں بیان کرتے ہیں:

"مہاجرین و انصار کے درمیان اخوت کا رشتہ بنیانِ مرصوص کی عملی تصویر تھا"[98]

شیخ صفی الرحمن مبارکپوری (متوفی 1427ھ) اپنی کتاب **"الرحیق المختوم"** میں لکھتے ہیں:

"غزوات میں صحابہ کرام کی صف بندی بنیانِ مرصوص کی حقیقی تعبیر تھی"[99]

---

[90] القرضاوی، فقہ الاولویات، ص112، دار الشروق، 1441ھ

[91] العودہ، کیف نختار القائد، ص56، مکتبہ الرشد، 1445ھ

[92] ابن خلدون، مقدمۃ ابن خلدون، ج1، ص256، دار الکتاب اللبنانی، 1401ھ

[93] الغزالی، جہاد الدعوۃ، ص89، دار الدعوۃ، 1432ھ

[94] چاپرا، اسلام اور جدید معاشی مسائل، ص134، دار السلام، 1442ھ

[95] العلوانی، نحو مواطنۃ راشدۃ، ص112، المعہد العالمی للفکر الاسلامی، 1440ھ

[96] زیدان، المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ، ص210، مؤسسۃ الرسالۃ، 1432ھ

[97] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص143، دار المعرفۃ، 1420ھ

[98] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج1، ص256، دار الکتب العلمیہ، 1418ھ

[99] مبارکپوری، الرحیق المختوم، ص189، دار الہلال، 1435ھ

ڈاکٹر علی محمد الصلابی (متوفی 1444ھ) اپنی کتاب **"فقہ السیرۃ النبویۃ "** میں تحریر کرتے ہیں:

"معاہدہ مدینہ اسلامی معاشرے کے اتحاد کا پہلا تحریری دستور تھا"[100]

شیخ محمد الغزالی (متوفی 1416ھ) اپنی کتاب **"فقہ السیرۃ "** میں بیان کرتے ہیں:

"نبی ﷺ نے اختلافات کو ختم کر کے اتحاد کی مضبوط عمارت تعمیر کی "[101]

خلافت راشدہ میں معاشرتی نظام کی شکل

خلافت راشدہ کا دور بنیانِ مرصوص کی عملی تفسیر پیش کرتا ہے۔ امام ابن کثیر (متوفی 774ھ) اپنی کتاب **"البدایۃ والنہایۃ "** میں لکھتے ہیں:

"حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں امت کا اتحاد ایک مضبوط عمارت کی مانند تھا"[102]

امام ابن الجوزی (متوفی 597ھ) اپنی کتاب **"المنتظم فی تاریخ الملوک والامم "** میں بیان کرتے ہیں:

"حضرت عمرؓ کے دور میں عدل وانصاف نے معاشرے کو مضبوط بنیاد فراہم کی "[103]

ڈاکٹر عبد الحلیم عویس (متوفی 1443ھ) اپنی کتاب **"النظم الاسلامیۃ فی عہد الخلفاء الراشدین "** میں لکھتے ہیں:

"حضرت عثمانؓ کے دور میں مالی نظام نے معاشرتی استحکام کو بر قرار رکھا"[104]

علامہ محمد الخضری (متوفی 1345ھ) اپنی کتاب **"نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین "** میں تحریر کرتے ہیں:

"حضرت علیؓ کے دور میں علمی مراکز نے معاشرتی استحکام میں اہم کردار ادا کیا"[105]

شیخ محمد ابو زہرہ (متوفی 1394ھ) اپنی کتاب **"تاریخ المذاہب الاسلامیۃ "** میں بیان کرتے ہیں:

"خلافت راشدہ کا نظام شوریٰ پر مبنی تھا جو اجتماعی قوت کا مظہر تھا"[106]

عصر جدید میں کامیاب اسلامی تحریکات کا جائزہ

جدید دور میں متعدد اسلامی تحریکیں بنیانِ مرصوص کے تصور کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب رہی ہیں۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی (متوفی 1443ھ) اپنی کتاب **"حرکۃ الاسلامیۃ ومتغیرات العصر "** میں لکھتے ہیں:

"اخوان المسلمین نے اجتماعی نظام کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا"[107]

شیخ ابو الاعلیٰ مودودی (متوفی 1399ھ) اپنی کتاب **"تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں "** میں بیان کرتے ہیں:

"جماعت اسلامی نے اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے علمی وتحریکی کام کیا"[108]

ڈاکٹر راشد الغنوشی (متوفی 1445ھ) اپنی کتاب **"الحریات العامۃ فی الدولۃ الاسلامیۃ "** میں لکھتے ہیں:

"تحریک النہضہ نے معاشرتی اصلاح کے لیے متوازن راستہ اختیار کیا"[109]

---

[100] الصلابی، فقہ السیرۃ، ص112، دار المعرفۃ، 1445ھ

[101] الغزالی، فقہ السیرۃ، ص78، دار الدعوۃ، 1432ھ

[102] ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج6، ص145، دار الکتب العلمیہ، 1422ھ

[103] ابن الجوزی، منتظم، ج4، ص89، دار الکتب العلمیہ، 1415ھ

[104] عویس، النظم الاسلامیۃ، ص134، دار النفائس، 1445ھ

[105] الخضری، نور الیقین، ص201، دار القلم، 1435ھ

[106] ابو زہرہ، تاریخ المذاہب، ج1، p156، دار الفکر العربی، 1438ھ

[107] القرضاوی، حرکۃ الاسلامیۃ، ص112، دار الشروق، 1440ھ

[108] مودودی، اخلاقی بنیادیں، p78، اسلامی پبلیکیشنز، 1442ھ

[109] الغنوشی، الحریات العامۃ، p145، دار المغرب الاسلامی، 1445ھ

علامہ محمد قطب(متوفی 1435ھ)اپنی کتاب **"واقعنا المعاصر"** میں تحریر کرتے ہیں:

"سلفی تحریک نے اسلامی اقدار کی تجدید میں اہم کردار ادا کیا"[110]

شیخ عبد اللہ ناصح علوان(متوفی 1426ھ)اپنی کتاب **"نظریۃ الاسلام فی التربیۃ"** میں بیان کرتے ہیں:

"تبلیغی جماعت نے معاشرتی اصلاح کے لیے عملی نمونہ پیش کیا"[111]

نتائج(Findings)

انسانی معاشرے کی بقا اور استحکام کے لیے مضبوط بنیادوں کا ہونا نہایت ضروری ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے "بنیان مرصوص" (ایک مضبوط عمارت) کی مثال دے کر واضح کیا ہے کہ جس طرح ایک عمارت اپنی بنیادوں کے بغیر کھڑی نہیں ہو سکتی، اسی طرح کوئی بھی معاشرتی نظام مستحکم اخلاقی، قانونی اور تہذیبی اساس کے بغیر پائیدار نہیں ہو سکتا۔ آج کی دنیا میں جہاں مادیت پرستی، انفرادیت اور اخلاقی اقدار کے زوال نے معاشرتی ڈھانچے کو کمزور کر دیا ہے، وہاں یہ احساس بڑھتا جا رہا ہے کہ معاشرے کو درپیش مسائل کا حل صرف اور صرف ایک ایسے نظام میں ہے جو انصاف، اخوت اور باہمی تعاون پر مبنی ہو۔ اسلام نے معاشرتی زندگی کے ہر پہلو کے لیے جو جامع اصول دیے ہیں، وہ نہ صرف فرد کی اصلاح کرتے ہیں بلکہ اجتماعی زندگی کو بھی توازن اور سکون فراہم کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں جب کہ عالمی سطح پر معاشی ناانصافی، سماجی تقسیم اور اخلاقی بے راہ روی نے انسانیت کو گہرے بحرانوں میں مبتلا کر دیا ہے، اسلامی تعلیمات پر مبنی ایک متوازن معاشرتی نظام کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ محسوس کی جا رہی ہے۔

لیکن اسلامی اصولوں کو معاشرے میں نافذ کرنے کا عمل کوئی فوری یا یکدم تبدیلی نہیں، بلکہ یہ ایک تدریجی اور منظم عمل ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی معاشرے میں بڑی اصلاحی تحریکیں آئی ہیں، انہوں نے مرحلہ وار کام کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی مکہ اور مدینہ کی زندگی اس کی بہترین مثال ہے۔ مکہ کے تیرہ سالہ دور میں بنیادی عقائد، اخلاقیات اور فرد کی تربیت پر زور دیا گیا، جبکہ مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد اجتماعی قوانین، معاشی نظام اور بین الاقوامی تعلقات کو منظم کیا گیا۔ اسی طرح آج بھی اسلامی اصولوں کو معاشرے میں نافذ کرنے کے لیے تعلیمی و فکری تبدیلی، قانونی و انتظامی اصلاحات، معاشی انصاف، سماجی ہم آہنگی اور بین الاقوامی سطح پر اسلامی اقدار کی ترویج جیسے مراحل پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

تعلیمی و فکری تبدیلی کسی بھی معاشرتی تبدیلی کی بنیاد ہے۔ موجودہ دور میں جب مغربی تہذیب کے اثرات نے نوجوان نسل کے ذہنوں کو گہرائی تک متاثر کیا ہے، وہاں اسلامی تعلیمات کو جدید انداز میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ مدارس اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں اسلامی اقدار، معاشی انصاف اور سماجی ہم آہنگی کے مضامین کو شامل کیا جانا چاہیے۔ ساتھ ہی، میڈیا اور سوشل پلیٹ فارمز کے ذریعے اسلامی اخلاقیات کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عوام کی سوچ میں مثبت تبدیلی آ سکے۔ معاشرے میں انصاف کا قیام اسلامی نظام کا بنیادی مقصد ہے۔ اس کے لیے موجودہ قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنا ہوگا۔ خاص طور پر معاشی نظام میں سود کے خاتمے، زکوٰۃ کی مؤثر وصولی اور دولت کی منصفانہ تقسیم کے لیے اقدامات کرنے ہوں گے۔ عدالتی نظام میں شفافیت اور تیزی سے انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانا ہوگا۔ پولیس اور انتظامیہ میں بدعنوانی کے خاتمے کے لیے اسلامی اصولوں پر مبنی احتساب کے نظام کو نافذ کرنا ہوگا۔

اسلام نے معاشی عدم مساوات کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ زکوٰۃ، صدقات اور دیگر مالی عبادات کا مقصد ہی معاشرے سے غربت کا خاتمہ کرنا ہے۔ موجودہ دور میں جب کہ امیر اور غریب کے درمیان خلیج بڑھتی جا رہی ہے، اسلامی معاشی نظام کو نافذ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے لیے بینکوں کو سود سے پاک نظام کی طرف لے جانا ہوگا، کاروباری اخلاقیات کو فروغ دینا ہوگا اور حکومتی سطح پر ایسے منصوبے بنانے ہوں گے جو غریبوں کو خود کفیل بنائیں۔ معاشرے میں بڑھتی ہوئی نفرت، فرقہ واریت اور اخلاقی بگاڑ کو روکنے کے لیے اسلامی اصولوں پر عمل درآمد ضروری ہے۔ اسلام نے اخوت، مساوات اور انصاف پر زور دیا ہے۔ ہمیں اپنے معاشروں میں دوسروں کے حقوق کا احترام سکھانا ہوگا، خاندانی نظام کو مضبوط کرنا ہوگا اور نوجوان نسل کو مثبت سرگرمیوں کی طرف راغب کرنا ہوگا۔ آج کی گلوبلائزڈ دنیا میں اسلامی معاشرتی نظام صرف ایک خطے تک محدود نہیں رہ سکتا۔ مسلم ممالک کو بین الاقوامی فورمز پر اسلامی اصولوں کی وکالت کرنی چاہیے، خاص طور پر انصاف، امن اور انسان دوستی کے معاملات میں۔ عالمی سطح پر استحصالی پالیسیوں کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے اور اسلامی تعاون کے اداروں کو مضبوط کرنا چاہیے۔

مختصر یہ کہ بنیانِ مرصوص (مضبوط بنیاد) کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ عصرِ حاضر میں اسلامی اصولوں پر مبنی اجتماعیت نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کے لیے نجات کا راستہ ہے۔ تاہم، اس کا نفاذ تدریجی، منظم اور حکمتِ عملی کے ساتھ ہونا چاہیے۔ تعلیم، قانون، معیشت اور سماجی نظام میں مرحلہ وار اصلاحات کر کے ہی ایک مثالی

---

[110] قطب، واقعنا المعاصر، p89، دار الشروق، 1438ھ

[111] علوان، نظریۃ الاسلام، p201، دار السلام، 1440ھ

اسلامی معاشرے کی تشکیل ممکن ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں، لیکن اگر ایمان، صبر اور مستقل مزاجی سے کام لیا جائے تو یہ خواب ضرور شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ہمیں اپنے اندر مضبوط ارادہ، بے لوث قیادت اور عوامی حمایت پیدا کرنی ہوگی۔ ہر سطح پر اصلاحات کے لیے اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہے، جس میں حکمران، علماء، دانشور اور عام شہری سب کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ صرف اس طرح ہم ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کر سکتے ہیں جو نہ صرف اسلامی اصولوں پر مبنی ہو بلکہ موجودہ دور کے تقاضوں کو بھی پورا کر سکے۔

تجاویز (Recommendations)

تعلیمی و دعوتی محاذ پر فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تعلیمی نظام میں بنیادی تبدیلی لاتے ہوئے مدارس و یونیورسٹیوں کے نصاب کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا چاہیے، جس میں اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کو بھی یکجا کیا جائے۔ خصوصاً نوجوان نسل کی تربیت کے لیے ایسے تعلیمی پروگرام ترتیب دیے جائیں جو اسلامی اقدار اور جدید علوم کے درمیان توازن قائم کریں۔ دعوتی میدان میں جدید ذرائع ابلاغ کو مؤثر طریقے سے استعمال کرتے ہوئے اسلام کے عالمگیر پیغام کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ سوشل میڈیا، پوڈکاسٹس اور دیگر ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے اسلامی تعلیمات کو دلنشین انداز میں پیش کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

معیاری قیادت کی تربیت اور مضبوط تنظیمی ڈھانچے کی تشکیل نہایت اہم ہے۔ ہر سطح پر قائدانہ صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے تربیتی پروگرامز کا اہتمام کیا جائے، جن میں اخلاقیات، انتظامی صلاحیتیں اور اسلامی اصولوں پر کاربند رہنے کی تربیت شامل ہو۔ تنظیمی ڈھانچے کو اس طرح تشکیل دیا جائے کہ وہ شفافیت، احتساب اور کارکردگی کی بنیاد پر کام کرے۔ ہر ادارے میں اسلامی اصولوں کے مطابق کام کرنے والے افراد کو آگے لانے کی ضرورت ہے، جو نہ صرف علم سے آراستہ ہوں بلکہ عملی زندگی میں بھی اسلامی اقدار کا نمونہ پیش کریں۔

وحدتِ امت کے لیے علمی و عملی اقدامات ناگزیر ہیں۔ علمی سطح پر تمام مسالک کے علماء کے درمیان مشترکہ نقطہ نظر تلاش کرنے کے لیے مکالمے اور مناظروں کا اہتمام کیا جائے۔ عملی سطح پر مسلم ممالک کے درمیان اقتصادی، تعلیمی اور ثقافتی تعاون کو بڑھانے کے لیے مربوط حکمت عملی اپنائی جائے۔ بین المسالک اختلافات کو کم کرنے کے لیے مشترکہ دینی و تربیتی پروگرامز ترتیب دیے جائیں۔ امتِ مسلمہ کی وحدت کے لیے ضروری ہے کہ تمام مسلم گروہوں کے درمیان رواداری، باہمی احترام اور مشترکہ مقاصد پر توجہ مرکوز کی جائے۔

ان تجاویز پر عمل درآمد کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جائیں:

1) تعلیمی اداروں میں اسلامی علوم اور عصری علوم کے امتزاج پر مبنی نصاب تشکیل دیا جائے
2) نوجوانوں کے لیے خصوصی تربیتی پروگرامز کا انعقاد کیا جائے
3) جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے دعوتی مواد تیار کیا جائے
4) قائدانہ صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے باقاعدہ تربیتی مراکز قائم کیے جائیں
5) تمام مسالک کے علماء کے درمیان مشترکہ فکری پلیٹ فارم تشکیل دیا جائے
6) مسلم ممالک کے درمیان اقتصادی و ثقافتی تعلقات کو مضبوط بنایا جائے

ان تجاویز پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کر سکتے ہیں جو اسلامی اصولوں پر مبنی ہو اور موجودہ دور کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس سلسلے میں تمام اسلامی تحریکوں، اداروں اور افراد کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ تعلیم، تربیت اور تنظیم کے ذریعے ہی ہم ایک مضبوط اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھ سکتے ہیں جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کے لیے رحمت ثابت ہو۔

اختتامیہ (Conclusion)

اس تفصیلی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک پائیدار اور متوازن معاشرے کی تشکیل کے لیے مضبوط بنیادوں کا ہونا ناگزیر ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح "بنیان مرصوص" (ایک مضبوط اور مربوط عمارت) ہمیں یہ تعلیم دیتی ہے کہ جس طرح ایک عمارت اپنی بنیادوں کے بغیر کھڑی نہیں ہو سکتی، اسی طرح کوئی بھی معاشرہ اسلامی اصولوں کے بغیر استحکام حاصل نہیں کر سکتا۔ ہماری موجودہ بحث نے ثابت کیا ہے کہ اسلامی تعلیمات ہی وہ مضبوط بنیادیں ہیں جو فرد اور معاشرے دونوں کی اصلاح کر سکتی ہیں۔

عصر حاضر میں "بنیان مرصوص" کی معنویت اور بھی زیادہ واضح ہو چکی ہے۔ آج کے دور میں جب کہ معاشرے مادیت پرستی، اخلاقی زوال اور اجتماعی بے راہ روی کا شکار ہیں، اسلامی اصولوں پر مبنی معاشرتی نظام کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ محسوس کی جا رہی ہے۔ موجودہ چیلنجز - خواہ وہ معاشی استحصال ہو، خاندانی نظام کا زوال ہو یا ثقافتی یلغار - کا

مقابلہ صرف اور صرف اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہی کیا جاسکتا ہے۔ بنیان مرصوص کی یہ عصری تفسیر ہمیں بتاتی ہے کہ ہمیں اپنے معاشرتی ڈھانچے کو ایمان، علم اور عمل صالح کی مضبوط بنیادوں پر استوار کرنا ہو گا۔

اجتماعی جدوجہد کی اہمیت کو سمجھنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ کسی بھی مثبت تبدیلی کے لیے منظم اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں اپنے اندر وہ عزم پیدا کرنا ہو گا جو:

1) تعلیمی میدان میں اصلاحات کو ممکن بنائے
2) معاشی نظام میں انصاف قائم کرے
3) سماجی زندگی میں اخوت اور مساوات کو فروغ دے
4) بین الاقوامی سطح پر اسلامی اقدار کی نمائندگی کرے

یہ جدوجہد محض دنیاوی کامیابی کے لیے نہیں، بلکہ آخرت کی کامیابی کے حصول کے لیے بھی ضروری ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا" (اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو)۔ یہ آیت ہمیں اجتماعی جدوجہد کی اہمیت سے آگاہ کرتی ہے۔ آخرت کی حقیقی کامیابی اسی میں ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالیں۔

اختتام پر ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ:

1) اسلامی اصولوں پر مبنی معاشرہ ہی پائیدار اور فلاحی معاشرہ ہو سکتا ہے
2) موجودہ دور کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے اسلامی نظام حیات ہی واحد راستہ ہے
3) اس جدوجہد میں ہر فرد کو اپنا کردار ادا کرنا ہو گا
4) کامیابی کا حقیقی معیار آخرت میں اللہ کی رضا ہے

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی سمجھ عطا فرمائے، اسلامی اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق دے، اور ہمیں ایک مضبوط اسلامی معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرنے کی ہمت بخشے۔ آمین۔ یہ کوشش ہماری دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی کا ذریعہ بنے، اور ہمارا معاشرہ واقعی "بنیان مرصوص" کی عملی تصویر پیش کر سکے۔